اور فقط ۱۹۵ قیدی جن پر بنگلہ دیش مقدمہ چلانا چاہتا ہے وہ بھارت کے پاس بطور امانت رہیں گے اور ان کو بنگلہ دیش کے حوالہ نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بنگلہ دیش اب راضی ہو گیا ہے کہ ان پر مقدمہ نہیں چلائے گا اور دوسری طرف پاکستان دو لاکھ بنگالیوں کو بنگلہ دیش جانے کی اجازت دے گا اور بنگلہ دیش کی غیر بنگالی آبادی، (بہاریوں) کی کچھ تعداد کو پاکستان میں لیا جائے گا۔

ہم اس صلح کے معاہدہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور عوامی وزیر اعظم جناب بھٹو کے تدبر، فراست اور امن دوستی کی داد دیتے ہیں جن کی بدولت ایک بہت بڑا انسانی مسئلہ حل ہو گیا لیکن ساتھ ہی ایک خدشہ کو سامنے رکھ کر حزم اور احتیاط کی بھی پُرزور اپیل کرتے ہیں۔

خدشہ یہ ہے کہ ماضی کے تین معرکوں سے معلوم ہوا ہے کہ بھارت نے کھلے دل سے پاکستان کو کبھی تسلیم نہیں کیا اور بنگلہ دیش کے وزیر اعظم بھی ایسے ضدی انسان ہیں کہ بچے ہوئے پاکستان کو پُرامن زندگی گزارنے اور ترقی کی راہ پر گامزن دیکھنا نہیں چاہتے۔ ان کا غیر بنگالی آبادی کے اخراج پر اڑا رہنا کہیں اس بناء پر نہ ہو کہ چن چن کر شر پسند عناصر کو پاکستان بھیج دے اور پھر یہاں بھی وہ حالات پیدا کیے جائیں جو مشرقی پاکستان میں ہوئے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ یہ آبادی بنگلہ دیش کی مخالف تھی اس لیے ان کا وہاں رہنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن یہ تو ایک سیاسی نظریہ تھا، اور محض سیاسی مخالفت کی بنیاد پر ان کے بنیادی حقوق کو پامال کرنا فاشزم ہے۔ ہم اپنی عوامی حکومت کو مؤدبانہ یہ مشورہ عرض کر رہے ہیں کہ اگر بنگلہ دیش کی محدود آبادی کو پاکستان میں بسانا ہی ہے تو آنے والے لوگوں کے سابقہ کردار کا صحیح صحیح تجزیہ کیا جائے کہ کہیں وہ بھارت کے ایجنٹ بن کر پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے تو نہیں آ رہے ہیں۔ اور پھر ان کو اس طرح آباد کیا جائے کہ ایک صوبہ پر اتنا بوجھ نہ پڑے۔ بلکہ ان کو مختلف صوبوں میں بسایا جائے اور سندھ پر سارا بوجھ نہ ڈالا جائے کیونکہ سندھ تو پہلے ہی بھاری بوجھ اٹھا چکا ہے۔